Pathway to Ilm |

Islamic Lifestyle & Motivation
PATHWAY TO ILM

ماہانہ آرٹیکل

جمادی الأولی 1447 / نومبر 2025 | شمارہ: 18

مسجد اور مصلیٰ میں امتیاز

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اسلام میں مسجد کی حرمت اور مقام

اسلام میں مسجد کو بے حد بلند درجہ حاصل ہے۔ یہ صرف عبادت گاہ نہیں بلکہ دینی و اجتماعی زندگی کا مرکز ہے، جہاں ذکرِ الٰہی، تعلیم و تربیت اور امت کی وحدت پروان چڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ

"ایسے گھروں (یعنی مساجد) میں جن کے بلند کیے جانے اور جن میں اللہ کا نام یاد کیے جانے کی اللہ نے اجازت دی ہے، ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کی جاتی ہے۔" (سورۃ نور، 24:36)

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ

"جو شخص اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ویسا ہی گھر بناتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

مسجد کسی انسان کی ملکیت نہیں، بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس کی تعمیر، نگہداشت اور تعظیم عبادت کے اعمال میں سے ہیں، جبکہ اس کی بے ادبی یا ناپاک مقصد کے لیے استعمال سخت گناہ ہے۔

مسجد اور مصلیٰ کے معنی

لغوی اعتبار سے: مسجد عربی لفظ "سَجَدَ" سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں "سجدہ کرنا"۔ اس لحاظ سے مسجد وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کیا جاتا ہے۔

مصلیٰ (مُصَلّٰی) "صلاۃ" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں "نماز پڑھنا" یا "عبادت کرنا".

اور مصلّیٰ کے معنی نماز پڑھنے کی جگہ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا

"میرے لیے ساری زمین کو مسجد اور پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب الطہارت)

یہ حدیث بتاتی ہے کہ زمین کا ہر پاک حصہ نماز کے لیے مصلّیٰ بن سکتا ہے، مگر شرعی اعتبار سے مسجد وہ جگہ ہے جو ہمیشہ کے لیے اللہ کے نام پر وقف کر دی گئی ہو، اور جس کے لیے فقہی احکام، طہارت کے آداب اور جماعت کے قواعد مخصوص ہوں۔

نوٹ: ہر مسجد اپنی حقیقت میں مصلّیٰ بھی ہے، لیکن ہر مصلّیٰ کو مسجد نہیں کہا جا سکتا۔ فرق وقف اور شرعی حیثیت میں ہے، نہ کہ عمارت یا سائز میں۔

وقف کی حیثیت اور مسجد کی شرعی ملکیت

شرعی مسجد (مسجدِ شرعی) وہ جگہ ہے جو ہمیشہ کے لیے عبادتِ الٰہی کے لیے وقف کر دی گئی ہو۔ جب کوئی جگہ مسجد کے طور پر وقف کر دی جائے، تو وہ انسانوں کی ملکیت سے نکل کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ملکیت بن جاتی ہے۔ اس کے بعد نہ اسے بیچا جا سکتا ہے، نہ وراثت میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، نہ کسی اور مقصد کے لیے منتقل کیا جا سکتا ہے۔

اسی پر مسجد کے مخصوص احکام لاگو ہو جاتے ہیں — مثلاً جنابت کی حالت میں اس میں داخل ہونا ممنوع ہو جاتا ہے، اور اس کے اندر سنت اعتکاف بیٹھنا جائز ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف، مصلّٰی ایسی جگہ کو کہا جاتا ہے جو وقتی یا غیر مستقل طور پر نماز کے لیے مقرر کی گئی ہو، جیسے کسی ہال، دفتر یا درس گاہ میں نماز کے لیے مخصوص جگہ۔ چونکہ وہ شرعی اعتبار سے وقف نہیں ہوتی، اس لیے اس پر مسجد والے احکام لاگو نہیں ہوتے، نہ ہی اسے وہی تقدس اور دوام حاصل ہوتا ہے۔

امام کاسانیؒ فرماتے ہیں:

إِذَا جُعِلَتِ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَأُوقِفَتْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ خَرَجَتْ مِنْ مِلْكِ الْآدَمِيِّينَ وَصَارَتْ مِلْكًا لِلَّهِ تَعَالَى

"جب زمین کو مسجد بنا کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا جاتا ہے تو وہ انسانوں کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت بن جاتی ہے۔"
(بدائع الصنائع)

وقف کا نظام

مسجد کو یہ بلند شرعی درجہ وقف کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

وقف ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے جس میں کوئی شخص اپنی ملکیت کو ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام پر خیر کے مقصد کے لیے مخصوص کر دیتا ہے۔

ایک بار وقف ہو جانے کے بعد وہ جگہ یا مال کسی فرد کی ملکیت نہیں رہتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں چلا جاتا ہے۔

وقف میں دی جانے والی ہر چیز — چاہے وہ مسجد کی تعمیر کے لیے ہو، قالینوں، کتابوں یا لائبریری کے سامان کے لیے — سب اسی وقف کا حصہ بن جاتی ہے۔ ان چیزوں کو کسی اور کام یا جگہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ہوتا؛ وہ صرف اسی مقصد کے لیے رہتی ہیں جس کے لیے وقف کی گئی تھیں۔

مسجد کے درست وقف کے لیے شرائط:

1)واقف کی اہلیت:

جو شخص وقف کر رہا ہو (واقف)، وہ عاقل، بالغ اور اس جائیداد کا مکمل مالک ہو۔ اگر زمین ادھار لی گئی ہو یا کسی اور کے ساتھ مشترک ہو، تو وقف میں پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔

2)دوام اور عدمِ رجوع:

وقف مستقل اور غیر مشروط ہونا چاہیے۔ اگر اسے وقتی یا منسوخ کرنے کے ارادے سے کیا جائے تو مسجد کا شرعی درجہ قائم نہیں ہوتا۔

3)نیک اور جائز مقصد:

وقف ہمیشہ دینی یا فلاحی مقصد کے لیے ہونا چاہیے — جیسے اللہ کی عبادت، دینی تعلیم، یا مسلمانوں کی اجتماعی بھلائی کے لیے۔

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا

"اور یقیناً مساجد اللہ ہی کے لیے ہیں، لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔" (سورۃ الجن، 72:18)

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

إنّ الموقُوفَ خَرَجَ عَن مِلكِ الوَاقِفِ، وَصَارَ مِلكًا لِلهِ تَعَالَى

"جب وقف مکمل ہو جاتا ہے تو وہ چیز واقف کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت بن جاتی ہے۔" (المجموع شرح المهذب)

سنت سے ثبوت

عن عبد الله بن عمر، قال: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ: إِنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوهب وَلَا يُورث»

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے خیبر میں ایک زمین حاصل کی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "یارسول اللہ، میں نے خیبر میں ایک زمین پائی ہے، اور میرے لیے اس سے زیادہ قیمتی مال کبھی نہیں رہا۔ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں اس کے ساتھ کیا کروں؟" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو اس کی اصل کو روک لو اور اس کے نفع کو صدقہ کر دو۔ چنانچہ عمرؓ نے اسے صدقہ کر دیا: اس کی اصل نہ بیچی جائے، نہ کسی کو ہبہ کی جائے، اور نہ ہی وراثت میں منتقل کی جائے۔" (صحیح مسلم)

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَصْلُ الْوَقْفِ: أَنَّهُ لَا يُبَاعُ، وَلَا يُوهَبُ، وَلَا يُورَثُ، وَيَبْقَى دَائِمًا عَلَى حُكْمِ مِلْكِ اللَّهِ تَعَالَى

"یہ حدیث وقف کی بنیاد ہے کہ وقف کی گئی چیز نہ بیچی جا سکتی ہے، نہ تحفے میں دی جا سکتی ہے، نہ وراثت میں مل سکتی ہے، بلکہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں رہتی ہے۔" (المنہاج شرح صحیح مسلم)

چنانچہ جب کوئی مسجد وقف کے طور پر قائم ہو جاتی ہے تو وہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مخصوص ہو جاتی ہے، اور اس کی ملکیت ناقابلِ واپسی ہو جاتی ہے۔

وقف (صدقۂ جاریہ) اور مشاع (مشترکہ ملکیت) کے اصول اسلامی قانونِ ملکیت میں نہایت اہم ہیں، خصوصاً اس فرق کو سمجھنے میں کہ ایک مسجدِ شرعی اور ایک عارضی مصلّٰی میں بنیادی فرق کیا ہے۔ یہی فرق مسجد کی حرمت، دوام اور تقدس کو قائم رکھتا ہے، تاکہ وہ حقیقی معنوں میں "اللہ کا گھر" کہلانے کی مستحق ہو۔

اسلامی قانونِ ملکیت کے بنیادی تصورات

1: مُشَاعٌ (مشترکہ زمین)

مشاع ایسی ملکیت کو کہتے ہیں جو دو یا زیادہ افراد کی مشترکہ ہو، اور جس میں ہر شریک کے حصے کی حدبندی نہ کی گئی ہو۔ مثال کے طور پر دو بھائی اگر ایک کھیت کے شریک ہوں مگر اپنے حصے کی نشاندہی نہ کی ہو، تو وہ زمین "مشاع" کہلاتی ہے۔

2: اِفْرَازٌ (تقسیمِ ملکیت)

افراز اس عمل کو کہتے ہیں جس میں مشترکہ زمین کو شرعاً اور عملاً تقسیم کر کے ہر شریک کے حصے کو الگ کر دیا جائے، تاکہ ہر ایک کی ملکیت واضح اور مستقل ہو جائے۔

3: وَقْفٌ (وقف)

وقف وہ شرعی صدقہ ہے جس میں کوئی شخص اپنی ملکیت کی اصل کو اللہ تعالیٰ کے لیے روک دیتا ہے اور اس کے نفع کو ہمیشہ کے لیے خیر کے مقصد کے لیے مخصوص کر دیتا ہے۔ جب کوئی چیز وقف ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت بن جاتی ہے، اور کوئی شخص اسے بیچ، وراثت میں تقسیم یا منسوخ نہیں کر سکتا۔

4: مُصَلًّى (مصلیٰ)

مصلیٰ ایسی جگہ ہے جو نماز کے لیے مخصوص کی گئی ہو، مگر شرعی حیثیت سے مسجد نہیں کہلاتی۔ یہ کوئی کمرہ، کھلی جگہ یا دفتر کی نماز گاہ ہو سکتی ہے۔ اگر وقف کے تقاضے مکمل نہ کیے گئے ہوں — مثلاً زمین مشاع ہو یا صحیح طور پر تقسیم نہ ہوئی ہو — تو وہ جگہ مسجدِ شرعی کا درجہ نہیں رکھتی اور اس پر وہی احکام لاگو نہیں ہوتے جو مسجدِ شرعی کے احکام ہوتے ہیں۔

کسی جگہ کے مسجد بننے کے لیے ضروری شرائط

1. ملکیت اور اختیار:

زمین یا عمارت وقف کرنے والے کی مکمل ملکیت میں ہو، نہ کہ کرایہ پر یا مشترکہ۔

2. دوام:

وقف ہمیشہ کے لیے ہو، عارضی یا مشروط نہ ہو۔

3. نیت (نِیَّۃ):

واقف (دینے والا) واضح نیت سے اسے اللہ کے لیے مسجد قرار دے۔

4. عمومِ استعمال:

وہ جگہ عام مسلمانوں کے لیے کھلی ہو، کسی خاص گروہ یا خاندان تک محدود نہ ہو۔

5. محدود حدود:

مسجد کا دائرہ یا حدود واضح طور پر متعین ہوں، خواہ دیوار، عمارت یا قانونی دستاویز کے ذریعے۔

6. مشترکہ ملکیت سے پاک ہونا:

اگر زمین مشاع ہو تو پہلے اسے تقسیم کر کے واضح ملکیت میں لایا جائے۔

اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط پوری نہ ہو تو وہ جگہ شرعی طور پر مسجد نہیں بلکہ مصلّیٰ ہی شمار ہوگی۔

اسی لیے وہ نماز گاہیں جو کرایہ پر لی گئی دکانوں، دفاتر یا تعلیمی اداروں میں قائم ہوں، اگرچہ وہاں باقاعدہ نماز پڑھی جاتی ہو، وہ مسجدِ شرعی کے حکم میں نہیں آتیں۔

امام ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

وَحَاصِلُهُ أَنَّ شَرطَ كَونِهِ مَسجِدًا أَن يَكُونَ سَفلُهُ وَعُلُوُّهُ مَسجِدًا لِيَنقَطِعَ حَقُّ العَبدِ عَنهُ لِقَولِهِ تَعَالَى: وَأَنَّ ٱلمَسٰجِدَ لِلَّهِ

"کسی جگہ کے مسجد ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کے نچلے اور اوپر کے حصے دونوں مسجد کے لیے وقف کیے جائیں، تاکہ بندے کا حق اس سے مکمل طور پر ختم ہو جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَنَّ ٱلْمَسَاجِدَ لِلَّهِ۔" (البحر الرائق)

مسجد اور مصلیٰ میں فقہی فرق

مصلیٰ (غیر وقف)	مسجد (وقف شدہ)	حکم
داخلہ جائز	داخلہ ممنوع	جنابت (بڑی ناپاکی) کی حالت میں داخلہ
داخلہ جائز	داخلہ ممنوع	حیض و نفاس کی حالت
مصلیٰ میں درست نہیں	صرف مسجد میں درست	سنت اعتکاف
ضرورت کے تحت جائز	شرعاً ممنوع	خرید و فروخت یا کرایہ پر دینا
ضرورت کے وقت ممکن	ممنوع	استعمال کی نوعیت میں تبدیلی یا فروخت
موقع و محل کے لحاظ سے اختیار ہے	با ادب طریقے سے جائز	نمازِ جنازہ یا اجتماعات

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

اَلْمَسْجِدُ خَرَجَ عَنْ مِلْكِ اَلنَّاسِ وَصَارَ لِلَّهِ تَعَالَى خَالِصًا، فَلَا يَجُوزُ بَيْعُهُ وَلَا هِبَتُهُ

"مسجد انسانی ملکیت سے نکل کر خالصتاً اللہ تعالیٰ کی ملکیت بن جاتی ہے، لہٰذا اسے نہ بیچا جا سکتا ہے، نہ کسی کو ہبہ کیا جا سکتا ہے۔"

(المبسوط، ج 12، ص 131)

امام ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

"مسجد کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایسی جگہ ہو جسے شرعاً صحیح وقف کے ذریعے دائمی طور پر نمازِ عامہ کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہو۔"

(رد المحتار)

جامع مسجد وہ شرعی طور پر تسلیم شدہ مسجد ہے جس میں نمازِ جمعہ قائم کی جاتی ہے۔

یہ فریضہ صرف اس مسجد میں ادا کیا جا سکتا ہے جو صحیح وقف کے ذریعے قائم کی گئی ہو۔

چونکہ مصلّیٰ کا درجہ عارضی ہوتا ہے، اس لیے وہاں اعتکاف درست نہیں۔

مصلّیٰ کی فقہی تعریف اور ماہیت

مصلّیٰ ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں نماز ادا کی جاتی ہو، لیکن وہ شرعی حیثیت سے مسجد نہیں کہلاتی کیونکہ وہاں وقف کا مکمل تقرر نہیں ہوتا۔

اس کی عام مثالیں درج ذیل ہیں:

- دفاتر یا اسکولوں میں نماز کے کمرے
- ہوائی اڈوں یا ریلوے اسٹیشنوں پر بنے نماز خانے
- عارضی عیدگاہیں

قانونی پہلو:

- ملکیت: نجی یا تجارتی ملکیت برقرار رہتی ہے۔
- فروخت یا تبدیلی: بیچنا، کرایہ پر دینا یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال ممکن ہے۔
- ناپاکی کی حالت میں داخلہ جائز ہے، برخلاف مسجد کے جہاں اس کی ممانعت ہے۔

نبوی ہدایت

صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

"جماعت سے ادا کی گئی نماز اکیلے پڑھی گئی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے۔" (صحیح البخاری)

مصلّیٰ میں نماز ادا کرنا شرعاً درست ہے، مگر مسجد میں نماز کی روحانی فضیلت، اجر اور تقدس کہیں زیادہ ہے، کیونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کا خاص گھر ہے۔

فقہی اور روحانی اثرات

حدیث شریف میں آیا ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ، هَذَا الْمَسْجِدُ حَرَامٌ عَلَى كُلِّ جُنُبٍ مِنَ الرِّجَالِ وَعَلَى كُلِّ حَائِضٍ مِنَ النِّسَاءِ، إِلَّا النَّبِيَّ وَأَزْوَاجَهُ، وَعَلِيًّا وَفَاطِمَةَ بِنْتَ الرَّسُولِ ﷺ

"اے لوگو! یہ مسجد ان تمام مردوں پر حرام ہے جو جنابت کی حالت میں ہوں، اور ان عورتوں پر بھی جو حیض میں ہوں، سوائے نبی ﷺ، ان کی ازواج، علیؓ اور فاطمہؓ بنتِ رسول ﷺ کے۔" (صحیح مسلم)

عام غلط فہمیاں

"پوری عمارت مسجد بن جاتی ہے"

یہ درست نہیں۔ صرف وہ حصہ جو ناقابلِ واپسی وقف کے تحت اللہ تعالیٰ کے نام پر مخصوص کیا گیا ہو، مسجد کہلاتا ہے۔ اس کے اوپر یا نیچے واقع تجارتی یا رہائشی حصے بدستور نجی ملکیت میں رہتے ہیں۔

"جنابت یا حیض کی حالت میں ہر جگہ داخلہ منع ہے"

یہ ممانعت صرف اُن مساجد کے لیے ہے جو شرعاً صحیح وقف کے ذریعے قائم کی گئی ہوں۔ عارضی نماز گاہیں یا مصلیات اس حکم کے دائرے میں نہیں آتیں۔

"ہر جگہ نماز کا اجر برابر ہے"

جماعتی مساجد میں نماز کا ثواب سب سے زیادہ ہے، جبکہ مصلیٰ میں نماز درست تو ہے لیکن اس کا اجر نسبتاً کم ہوتا ہے۔

"اگر نماز باقاعدگی سے پڑھی جائے تو وہ جگہ مسجد بن جاتی ہے"

یہ بھی غلط ہے۔ صرف نماز پڑھنے سے کوئی جگہ مسجد نہیں بنتی جب تک اسے مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے شرعاً وقف نہ کیا جائے۔

"ہم بعد میں مسجد کو کہیں اور منتقل کر سکتے ہیں"

جب کوئی جگہ مسجد کے طور پر وقف کر دی جائے تو اسے نہ بیچا جا سکتا ہے، نہ دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے، خواہ نئی اور بڑی مسجد ہی کیوں نہ بنائی جا رہی ہو — الا یہ کہ کسی ناگزیر شرعی ضرورت کے تحت ماہر فقہا اور شرعی عدالت اس کی اجازت دیں۔

شرعی مسجد قائم کرنے کے عملی مراحل

1. ملکیت کی تصدیق: یہ یقینی بنایا جائے کہ زمین بلا تنازع اور مکمل طور پر مالک کی ملکیت ہو۔
2. وقف کا اعلان: زبانی یا تحریری طور پر واضح الفاظ میں کہا جائے: "میں یہ زمین اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد کے طور پر وقف کرتا ہوں۔"
3. حدود کی تعیین: عملاً یا دستاویز کے ذریعے مسجد کے دائرے کو واضح کیا جائے۔
4. پہلی باجماعت نماز: مسجد کے عملی آغاز کی علامت کے طور پر ادا کی جائے۔
5. قانونی اندراج: ممکن ہو تو وقف کو شرعی اور شہری دونوں قوانین کے تحت رجسٹر کرایا جائے۔
6. منتظمین (نُظّار) کا تقرر: وہ مالک نہیں بلکہ صرف خادم و نگران ہوں۔
7. احترام و تقدس کا خیال: صفائی، نظم، اور مسجد کی حرمت کا ہر وقت لحاظ رکھا جائے۔

اختتامیہ

مسجد اور مصلیٰ کے درمیان فرق نہایت اہم ہے، کیونکہ یہی امتیاز متعین کرتا ہے کہ کوئی جگہ واقعی اللہ تعالیٰ کا گھر ہے یا صرف ایک عارضی نماز گاہ۔ وہ مسجد جو باقاعدہ وقف کے ذریعے قائم کی گئی ہو، اسے ایک خاص حرمت، فقہی احکام اور روحانی مقام حاصل ہوتا ہے جو کسی دوسری جگہ کو حاصل نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

"اللہ کی مسجدوں کو تو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔" (سورۃ التوبہ، 9:18)

مساجد کی تعمیر، دیکھ بھال اور تعظیم کرنا بندگی کے عظیم ترین اعمال اور صدقۂ جاریہ میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اللہ کے لیے مسجد بناتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ویسا ہی گھر بناتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص، بصیرت اور اس سعادت کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم حقیقی مساجد کی خدمت اور تعمیر میں اپنا حصہ ڈال سکیں — وہ مساجد جو اس دنیا میں روشنی پھیلائیں اور آخرت میں ہمارے لیے دائمی اجر کا ذریعہ بنیں۔

مآخذ:

- بدائع الصنائع — امام کاسانیؒ
- المجموع شرح المہذب — امام نوویؒ
- المنہاج شرح صحیح مسلم — امام نوویؒ
- المبسوط — امام سرخسیؒ
- رد المحتار — امام ابن عابدینؒ

تحریر: مفتی شاہد مصطفی شاہ

مرتبین: ڈاکٹر شبیر احمد، مفتی عبد الوہاب حسن